ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

عہدِ استخبار اور مصنوعی ذہانت: معاصر کہانی کی نئی جہات (ایک تجزیاتی جائزہ)

Age of Intelligence and Artificial Intelligence: New Dimensions of Contemporary Storytelling (An Analytical Review)

ڈاکٹر اسد محمود خان

صدر شعبہ اردو، ایسوسی ایٹ پروفیسر، منہاج یونیورسٹی لاہور

assadphdir@gmail.com

Abstract:

This paper examines the impact of the Information Age and Artificial Intelligence (AI) on contemporary storytelling. As technology rapidly evolves, AI has begun to shape narrative structures, themes, and character development in modern literature. The study explores how AI-driven tools are influencing the creative process, enabling new forms of storytelling that blend human imagination with machine-generated content. It also delves into how digital technologies have made storytelling more interactive and multifaceted. The paper highlights the role of AI in enhancing creativity, allowing writers to experiment with innovative techniques and complex plots. Additionally, the study addresses the ethical challenges posed by AI in literature, including issues of originality, authorship, and the human touch in storytelling. Through an analytical review of contemporary works, this paper explores the new dimensions of storytelling in the digital age and offers insights into the future role of AI in literary creation.

Key Words: Information Age, Artificial Intelligence, Contemporary Storytelling, Narrative, Creativity, Ethics

(مُلَخَّص)

عہدِ استخبار اور مصنوعی ذہانت (AI) کے اثرات نے معاصر کہانی کو متاثر کیا ہے جوں جوں ٹیکنالوجی میں تیزی سے ترقی ہو رہی ہے، مصنوعی ذہانت نے جدید ادب کی نوعیت، موضوعات، اور کرداروں کی تشکیل پر گہرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اس تحقیق میں اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ AI پر مبنی ٹولز کس طرح تخلیقی عمل کو متاثر کر رہے ہیں، اور یہ کہانی گوئی کی نئی شکلوں کو جنم دے رہے ہیں جو انسان کی تخیل اور مشین کے پیدا کردہ مواد کو ملا دیتی ہیں۔ مزید بر آں ڈیجیٹل ٹیکنالوجیز نے کہانی کو مزید انٹر ایکٹو اور کثیر الجہتی بنا دیا ہے۔ یہ تحقیق AI کی تخلیقی صلاحیتوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ اخلاقی چیلنجز جیسے اصل تصنیف، مصنف کا حق، اور کہانی گوئی میں انسانی عنصر کے مسائل پر روشنی ڈالتی ہے۔ اس تجزیاتی جائزے میں معاصر ادب کے نمونوں کا مطالعہ کر کے اس بات پر غور کیا گیا ہے کہ ڈیجیٹل دور میں کہانی گوئی کے نئے پہلو کون سے ہیں اور مستقبل میں ادب میں AI کا کردار کیا ہو گا۔

کلیدی الفاظ: عہدِ استخبار، مصنوعی ذہانت، معاصر کہانی گوئی، تخلیقیت، اخلاقیات، کہانی نویسی

عہدِ استخبار اور مصنوعی ذہانت: معاصر کہانی کی نئی جہات (ایک تجزیاتی جائزہ)

(1)

اکیسویں صدی کو عالمی سطح پر ایک نیا فکری انقلاب اور مقامی سطح پر ادبی ترقی کی ایک سنہری دہائی کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس دور کی تخلیقات میں وہ انوکھے رنگ اور نئی جہتیں چھپی ہیں جو انہیں ماضی کے ادب سے مکمل طور پر جدا کرتی ہیں۔ بیسویں صدی کے ادب میں جن موضوعات کو زیادہ اجاگر کیا گیا، ان میں انسانی جذبات کا غم و خوشی، رومانوی کہانیاں، سماجی اصلاحات، ترقی پسند نظریات، اور طاقتور کے ظلم کے خلاف عوام کی بغاوت جیسے موضوعات نمایاں تھے۔ اس دور کے افسانوں میں غریبوں کے دکھ درد، مظلوم کی آواز، اور ظلم کی حقیقت کو حقیقت نگاری کے سچے رنگوں میں پیش کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی انگریزوں کی رخصتی اور تقسیم ہند کے نتیجے میں پیدا ہونے والے المیے نے ادب میں نیا رنگ بھر دیا، جہاں انسانیت کے کرب کو جھیلتے ہوئے نئے امکانات کی تلاش کی کہانیاں تخلیق ہوئیں۔ مگر جیسے ہی یہ درد اور عذاب زمین پر اترنے کے قریب تھا، جدیدیت اور بعد از جدیدیت کی لہر نے تخلیق کے منظر کو یکسر بدل ڈالا۔ اس دور میں زندگی نے ایک نئی سمت اختیار کی، جس میں

حقیقت سے فرار کی آوازیں، وجود کی لایعنیت، اور انسان کی مایوسی نے ایک نئی شناخت اختیار کی۔ تخلیقات پہلے سے زیادہ گہری ہو گئیں، اور اس میں بے چینی، اداسی اور بے بسی کے رنگ غالب آ گئے۔ اس دور کی تخلیق میں ایک نیا فلسفہ جھلک رہا تھا، جہاں ہر منظر میں زندگی کے بے معنی ہونے کی گونج تھی اور انسان کی موجودگی ایک سوال بن گئی تھی۔

اکرام الدین(1) اکیسویں صدی میں کہانی کے تخلیقی نقوش کے حوالے سے ہونے والی تبدیلی کی گہرائی کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ دور تخلیقی اظہار کی ایک نئی تعریف ہے، جہاں ادب نے انسان کی داخلی کشمکش کو نیا انداز دیا اور اس کے دریا میں نہ ختم ہونے والی گہرائیوں کو تلاش کیا۔"

اکیسویں صدی کی ابتدا ایک ایسے عہد کی غمازی کرتی ہے جس میں دہشت، بربریت اور جنگ و جدل کی گونج سنائی دیتی ہے، مگر ہمیں یہ حقیقت ذہن میں رکھنی چاہیے کہ جیسے فرد ایک سماجی اور تاریخی پس منظر کا حصہ ہوتا ہے، ویسے ہی عہد اور ادوار بھی اپنے مخصوص تناظر سے علیحدہ نہیں ہوتے۔ یہ صرف فرد کا رویہ نہیں ہوتا جو وقت کے ساتھ بدلتا ہے، بلکہ عہد کا مزاج بھی مختلف عوامل کے اثرات سے مرتب ہوتا ہے اور تبدیلی آہستہ آہستہ اپنی شکل اختیار کرتی ہے۔ ایسے میں جب ہم اپنے ادب اور خاص طور پر افسانے کی جانب نظر ڈالتے ہیں، تو ہمیں ایک بار پھر ادیب کی سماجی ذمہ داری اور عہد کی ضروریات کے شعور کا بھرپور ادراک ہوتا ہے۔ یہ وہ موقع ہے جب تخلیق کار اپنے عہد کی گہرائیوں میں جا کر ادب کے ذریعے معاشرتی مسائل کی آئینہ داری کرتا ہے اور اس کی تخلیقی توانائی سماجی تبدیلی کے حوصلے کی علامت بن جاتی ہے۔

بیسویں صدی کے مقابلے میں اکیسویں صدی نے ہمارے معاشی، معاشرتی اور تہذیبی منظرنامے میں جو تبدیلیاں کی ہیں، وہ نہ صرف سطح پر نظر آنے والی ہیں بلکہ ان کی گہری جڑیں ہمارے طرزِ زندگی، سوچ کے زاویوں اور عالمی تعلقات میں بھی پیوستہ ہیں۔ یہ تبدیلیاں کسی ایک شعبے یا پہلو تک محدود نہیں رہیں بلکہ ایک ہمہ گیر اثرات کی حامل ہیں، جن کا اثر روزمرہ زندگی کے ہر گوشے میں محسوس کیا جا رہا ہے۔ اقتصادی ترقی اور انٹرنیٹ کی دنیا کے جدید امکانات نے جہاں عالمی سطح پر نئے روابط استوار کیے ہیں، وہیں سماجی اور ثقافتی سطح پر بھی مختلف نوعیت کے تضادات اور چیلنجز پیدا ہوئے ہیں، جنہیں ہماری روزمرہ کی زندگی میں اہمیت دی گئی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ان تبدیلیوں نے نہ صرف ہماری سوچ کو تبدیل کیا ہے بلکہ ادب کی دنیا میں بھی ان کا بھرپور اثر دکھائی دیتا ہے۔ ادب کی قدیم روایات اور صنفی ڈھانچوں میں جدت اور نیا پن لانے کے ساتھ ساتھ، نئے موضوعات، اسلوب، اور تخلیقی توانائیاں ابھر کر سامنے آئی ہیں۔ اب ادب میں روایت سے ہٹ کر مختلف جدید فکر کی جھلکیاں ملتی ہیں، جہاں حقیقت کے پیچیدہ اور متنازع پہلوؤں کو کھولا جاتا ہے۔ یہ تبدیلیاں نہ صرف ادب کے موضوعات میں نمایاں ہو رہی ہیں بلکہ اسلوب میں بھی ایک نیا رنگ اور لہجہ نظر آتا ہے۔ اب تخلیق کار اپنے اظہار میں جدید دنیا کے مسائل، معاشرتی تضادات اور فرد کی داخلی کشمکش کو زیادہ شدت سے پیش کر رہے ہیں۔

افرا ہیم(2) اپنے مضمون "اکیسویں صدی کی پہلی دہائی کا اردو افسانہ" میں ان تبدیلیوں کا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے اردو افسانے کی جدید جہتوں اور تخلیقی امکانات کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس صدی نے اردو ادب میں جس قسم کی گہری تحریری تبدیلیاں متعارف کرائی ہیں، وہ نہ صرف ادب کے روایتی موضوعات کو جدید روشنی میں دیکھنے کی کوشش کرتی ہیں، بلکہ ان میں انسانیت کی پیچیدگیوں اور عہدِ حاضر کی حقیقتوں کو نئی بصیرت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔"

اکیسویں صدی کی کہانیوں، کرداروں اور موضوعات میں جو نمایاں فرق بیسویں صدی سے دکھائی دیتا ہے، وہ صرف ایک عہد کی تبدیلی کی نشاندہی نہیں کرتا بلکہ اس میں گہری ثقافتی اور فکری تبدیلیوں کا عکس بھی ملتا ہے۔ موجودہ کہانیوں میں جو موضوعات اور کردار ابھر کر سامنے آ رہے ہیں، وہ نہ صرف ماضی کی روایت سے ہٹ کر ہیں، بلکہ یہ عہد حاضر کی پیچیدگیوں اور انسان کی داخلی کشمکش کو بہتر طور پر پیش کرتے ہیں۔ یہی وہ بنیادی فرق ہے جو اس دور کی کہانیوں، کرداروں اور موضوعات میں تبدیلی، رجحان اور تکمیل کی سمت کا تعین کرتا ہے۔

احمد(3) اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تاریخ کے مختلف ادوار میں ادب کی تعبیریں اس مشاہدہ کی بنا پر مختلف ہوتی ہیں کہ کسی خاص عہد میں ادب کیا

کام انجام دے رہا ہے؛ سب پر عیاں ہے کہ ادب، شناختوں کو بنانے اور ان کی تصدیق کا ایک طریق کار ہے"۔

برطانوی کہانی کار اور مضمون نگار بوئیڈ (4) اپنے مضمون "A Short History of the Short Story" میں لکھتے ہیں کہ کہانی، ایک نیا تجربہ یا خیالات کی تخلیق نہیں، بلکہ وہ انسانی تجربات کا عکس ہے جو ہم اپنے اردگرد کے ماحول سے جذب کرتے ہیں۔ یہ کبھی نہ ختم ہونے والے تخیل اور حقیقت کے درمیان کی سرحدوں پر چلی جاتی ہے۔ مختصر کہانی ہمیشہ ایک جستجو کا عمل ہوتی ہے، جو پڑھنے والے کو ایک معین وقت میں کسی نہ کسی گہرے احساس یا خیال سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس کی حقیقت ایک لمبی کہانی کی پیچیدگیوں اور جزئیات سے ہٹ کر مختصر اور متحرک ہوتی ہے، جو انسانی تجربے کو سادہ لیکن جامع انداز میں پیش کرتی ہے۔

آج کی کہانی کا موضوع صرف دنیا کے بڑے اور پیچیدہ واقعات تک محدود نہیں ہے، بلکہ ان واقعات کے اثرات سے جنم لینے والی تبدیلیوں کو بھی اپنے دامن میں سمیٹتا ہے۔ ان تبدیلیوں کا تعلق نہ صرف سماج اور معاشرت سے ہے بلکہ انسانی جڑت اور اس کے اثرات سے جنم لینے والے مسائل اور معاملات تک پہنچتا ہے۔ ان کہانیوں میں جنس اور جنسیت کے مسائل کے ساتھ ساتھ فرد کے نفسیاتی رویوں کی بدلتی صورت حال کو بھی اہمیت دی جاتی ہے۔ ایسی کہانیاں ایک نئے زاویے سے انسانی تجربات کی گہرائی میں اتر کر، ان کی پیچیدگیوں کو اجاگر کرتی ہیں۔ ان کے اندر ایک خاص نوعیت کی کشمکش نظر آتی ہے، جہاں سماج اور روایت کے اثرات انسانی ذہن و نفسیات پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ ان کہانیوں میں جو مباحث (Discourse) تشکیل پاتے ہیں، وہ نہ صرف انسان کے اندرونی جذبات اور نفسیاتی کیفیتوں کو بیان کرتے ہیں بلکہ ان کی جڑت اور تعلقات کی پیچیدگیوں کو بھی منظرِ عام پر لاتے ہیں۔ یہ کہانیاں اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ ایک مؤثر اور مستند کہانی وہی ہوتی ہے جو انسان کی داخلی وبیرونی دنیا کی پیچیدگیوں کو سچائی اور گہرائی سے پیش کرے، اور ان مسائل کو سامنے لائے جو جنس، نفسیات اور معاشرت کے درمیان جڑے ہوئے ہیں۔ یہ سب اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ ایک اچھی کہانی انسان کے تمام تجربات کو ایک مکمل اور ہم آہنگ انداز میں بیان کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، جو کہ دنیا کے بدلتے ہوئے منظرنامے کی عکاسی کرتی ہے۔

(2)

موجودہ صدی کو جہاں ایک طرف معلومات کی صدی قرار دیا جاتا ہے، وہاں یہ "عہدِ استخبار" یا "عصرِ معرفت" کے طور پر بھی ایک اہم حیثیت رکھتا ہے۔ یہ وہ دور ہے جب ہر جانب اطلاعات کا ہجوم ہے، اور انسانیت کی زندگی میں تیز رفتار ترقی نے ادب کی نوعیت کو بھی تبدیل کر دیا ہے۔ ادب اب صرف ایک تخیلاتی اور تفریحی سرگرمی نہیں رہا، بلکہ یہ معاشرتی، سیاسی اور ثقافتی مسائل کی ترجمانی کرنے کا ایک طاقتور وسیلہ بن چکا ہے۔ اسی لیے موجودہ صدی میں "زندہ ادب" کی اصطلاح کو سمجھنا ضروری ہے، کیونکہ یہ ادب حقیقت کی گہرائیوں میں اتر کر انسان کی داخلی اور خارجی دنیا کی عکاسی کرتا ہے، جس کی جڑیں موجودہ حالات میں ہیں۔ ادب میں یہ تبدیلیاں صرف اسلوب یا موضوعات کی سطح پر نہیں ہوئی ہیں، بلکہ یہ تخلیقی سوچ، اظہار کے طریقے، اور تخیل کی حدود کو بھی چیلنج کر رہی ہیں۔ اگر ہم موجودہ کہانی کے خدوخال کو سمجھنا چاہتے ہیں، تو ہمیں ماضی، خصوصاً بیسویں صدی کے آخر کے ادب کو بھی اپنے ذہن میں رکھنا ہوگا۔ اس دور میں ادب کی نوعیت میں جو تبدیلیاں آئی ہیں، وہ ایک ارتقائی عمل کی علامت ہیں، جو کہ آج کے ادب میں نئے رنگ، نئے موضوعات اور نئی جہات کو جنم دے رہی ہیں۔

مرزا (5) اپنے مضمون "اکیسویں صدی میں اردو افسانے کے تخلیقی نقوش" میں اس بات کو وضاحت سے بیان کرتے ہیں کہ ادب کا ارتقاء صرف نئے موضوعات تک محدود نہیں، بلکہ اس میں ادیب کی سماجی ذمے داری اور عصری تقاضوں کے شعور کا بھرپور دخل ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ اکیسویں صدی میں ادب کی کسی صنف میں ہونے والے کام کا مطالعہ کرتے ہوئے ہمیں بیسویں صدی کے آخری برسوں کو بھی نگاہ میں رکھنا ہوگا۔ یہ وہ مرحلہ ہے جب ہم اپنے ادب اور خصوصاً افسانے میں ایک بار پھر ادیب کی سماجی ذمے داری اور عصری تقاضوں کے شعور کو پوری طرح بیدار ہوتے اور بروئے کار آتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ بیسویں صدی کے آخر میں جو تبدیلیاں آئی تھیں، وہ اکیسویں صدی کے ادب کے لیے بنیاد ثابت ہوئیں۔ ادب نہ صرف تخلیقی اظہار کا ذریعہ ہے بلکہ یہ کسی بھی سماج کی شناخت، اس کی اخلاقی اقدار، اور اس کے سیاسی و سماجی مسائل کی عکاسی بھی کرتا ہے۔ ان تبدیلیوں کا اثر نہ صرف موضوعات پر پڑا ہے، بلکہ اسلوب اور تخلیقی طریقہ کار میں بھی تبدیلیاں آئی ہیں۔ افسانہ اب صرف کہانی نہیں رہا بلکہ یہ سماج، فرد، اور اس کی نفسیات کے بارے میں گہرے سوالات اٹھاتا ہے۔ اس کے اندر نہ صرف معاشرتی مسائل کی عکاسی کی جاتی ہے، بلکہ وہ نفسیاتی اور جذباتی کیفیات جو انسانوں کے اندر پائی جاتی ہیں، ان کا بھی تجزیہ کیا جاتا ہے۔

موجودہ افسانہ میں ادب کے سماجی کردار کی اہمیت بڑھ چکی ہے، اور اس میں انسان کے اندرونی احساسات اور بیرونی حالات کے درمیان کشمکش کو بہترین انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ آج کا ادب انسان کی داخلی جنگوں، اس کے جذباتی و نفسیاتی پہلوؤں اور اس کے باہر کی دنیا کی حقیقتوں کے بیچ ایک تعلق قائم کرتا ہے۔ اس کا مقصد نہ صرف تخلیق کرنا ہے بلکہ یہ بھی دکھانا ہے کہ ادب انسانی زندگی کے مسائل کو کیسے حل کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ سب باتیں اس حقیقت کی غمازی کرتی ہیں کہ اکیسویں صدی میں ادب نے جو نئی جہت اختیار کی ہے، اس کا جڑا و ماضی کے ادب سے ہے، لیکن یہ جدید دنیا کی پیچیدگیوں اور انسان کے نئے چیلنجز کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے نئے رنگ، موضوعات اور تخلیقی توانائیوں کے ساتھ سامنے آیا ہے۔

انیسویں صدی کے پہلے حصے میں صنعتی انقلاب کی افتادگی نے ایک نیا سماجی، معاشی، اور ثقافتی منظرنامہ ترتیب دیا، جو نہ صرف معاشرتی ڈھانچے کو متاثر کرتا تھا بلکہ انسان کے تصورِ دنیا میں بھی بنیادی تبدیلیاں لایا۔ دوسرے حصے میں جب صنعتی ماحول کی گرد آلود فضاؤں میں آنکھ کھولنے والا دور آیا، تو اسے "انفارمیشن ایج" یا "عصرِ معلومات" کے طور پر جانا جانے لگا، جو موجودہ دور کی ایک مخصوص حقیقت بن چکا ہے۔ امریکی ناول نگار اور تاریخ دان کالب کار(6) نے اپنے ناول "کلنگ ٹائم" میں اس حقیقت کو یوں بیان کیا:

"انفارمیشن ایج، ہماری زندگیوں کی ایک عظیم ترین سچائی ہے"۔

یہ بات اس دور کی حقیقت کو عیاں کرتی ہے کہ معلومات کا سیلاب اب انسان کی روزمرہ زندگی کا حصہ بن چکا ہے، اور یہ معلومات نہ صرف ہماری سوچ کو متاثر کرتی ہیں بلکہ ہمارے طرزِ زندگی اور رویوں میں بھی تبدیلی کا سبب بنتی ہیں۔ برطانوی اخبار "دی گارڈین" میں اس حوالے سے کہا گیا کہ کتاب، انفارمیشن ایج کے زیرِ اثر تبدیلی سے متاثر ہونے والا ایک اہم ترین جزو ہے، جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اطلاعات اور علم کی اس نئی شکل نے روایتی ادبی طریقوں اور مواد کو بھی متاثر کیا ہے۔

اس تبدیلی کی شدت کو افریقی لکھاری اور بلاگ رائٹر ایوور(7) نے یوں بیان کیا:

"ہم عمر اور تجربے کی منتقلی کے درمیان معلق نہیں، علم اور معلومات کے زمانے میں زندہ ہیں"۔

اس اقتباس میں وہ اس بات کو اجاگر کرتے ہیں کہ معلومات کا دور ایک نیا اور منفرد رویہ تخلیق کر رہا ہے، جس میں علم کی فضا میں رہنا اور معلومات تک رسائی حاصل کرنا اہمیت اختیار کر چکا ہے۔

مشرقِ وسطیٰ کی معروف تحریر کار تریام(8) نے اس صورتحال کو یوں بیان کیا:

"ہمارے گرد معلومات کا طوفان، دراصل پہاڑی شگاف سے پھوٹی ایک ندی تھا جس میں اب سیلاب کی سی صورت در پیش ہے"۔

ان کے الفاظ میں معلومات کا بڑھتا ہوا بہاؤ ایک قدرتی آفت کی طرح انسانیت کی زندگی میں شامل ہو چکا ہے، جو ایک طرف بے حد فائدہ مند ہے مگر دوسری طرف اس کے اثرات اور نتائج کے بارے میں فکرمندی بھی موجود ہے۔ برنڈت (9) نے اس نئے دور کی نفسیاتی پیچیدگیوں کو بیان کرتے ہوئے کہا "The information age is Psychotic!!!" یعنی عہدِ استخبار ایک نفسیاتی معاملہ بن چکا ہے، جس میں ذہنی دباؤ اور اضطراب کے نئے پہلو سامنے آ رہے ہیں، جو کہ انسانی سوچ اور زندگی پر گہرے اثرات مرتب کر رہے ہیں۔

موجودہ دور میں جب عالمی ادب نے "تغیر و مبادلہ" کی صورت کا سامنا کیا، تو اس کے آغاز میں ایک مضبوط مزاحمتی ردِ عمل سامنے آیا۔ ادب میں شدت آئی اور ایک قسم کی تنقیدی سوچ پروان چڑھی جس کا مقصد اس نئی حقیقت سے جُڑنا تھا۔ اس مزاحمت کے بعد ادب میں قبولیت کی سمت کی طرف گامزنی ہوئی، اور یہ تبدیلیاں نئی اصنافِ ادب کی تخلیق کا باعث بنیں۔ "عہدِ استخبار" کی تیزی سے بڑھتی ہوئی اہمیت نے جہاں ادب کی ترسیل اور ترویج میں "متوازی البعاد (Parallel Dimensions)" کو فروغ دیا، وہیں اس نے کثیر الجہت سہولتوں کو بھی متعارف کرایا، جس سے ادب میں نیا تنوع آیا۔ اسی حوالے سے امریکی محقق اور نقاد پروفیسر ڈاکٹر سٹریفاس(10) نے اپنی کتاب "دی لیٹ ایج آف پرنٹ" میں اس بات کا ذکر کیا:

"قلم و قرطاس کی فکری تاریخ نے جب بھی جدت پسند تحریک کا سامنا کیا؛ عصرِ حاضر کی روایت کو بے اثر کرنے کی بازگشت بہت دیر تک اور دُور تک سنائی دی، جو ظاہری سطح پر لفظ و معانی، موجود و میسر اور حال و ارادہ کا بچاؤ

لے کر میدانِ عمل میں آجاتی ہے؛ شاید اِس سے بڑھ کر ایک ایسی مزاحمتی تاریخ جو متنازعہ، متضاد اور منفی اثرات کی حامل سمجھی گئی ہے"۔

انقلابِ معلومات نے ادب کی تخلیق میں جتنی اہمیت حاصل کی ہے، وہ اپنی نوعیت میں بے مثال ہے۔ یہ انقلاب نہ صرف افسانے اور ناولوں کی تخلیق میں باری باری تبدیلیاں لے کر آیا ہے بلکہ اس کے اثرات اسلوب، مواد، اور ادب کی بنیادی نوعیت پر بھی مرتب ہوئے ہیں۔ جب ہم اس دور کی تخلیقی فعالیت کو دیکھتے ہیں، تو ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ کہانی نگار کو عالمی سطح پر تیزی سے تبدیل ہوتی ہوئی دنیا کے مسائل کو اپنی تخلیق کا حصہ بنانا پڑتا ہے۔ اگرچہ ٹیکنالوجی اور معلومات کا استعمال کہانیوں میں براہِ راست موجود نہیں ہوتا، تاہم ان دونوں کے اثرات کہانی کے ڈھانچے اور اس کی تخلیقی سمت میں بہت واضح ہوتے ہیں۔ خاص طور پر انفرادی تجربات، مشاہدات، اور جدید ذہن کی روشنی میں کہانی نگار اس حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے کہ اس کا ادب اور اس کی تخلیق ہر وقت عالمی سطح پر موجود مسائل، چیلنجز، اور جدید رجحانات سے متاثر ہو رہا ہے۔ یہ ایک نئی قسم کی کہانی نگاری کی بنیاد ڈال رہا ہے جو نہ صرف مقامی یا قومی سطح پر سوچتی ہے بلکہ عالمی سطح پر اس کا دائرہ بڑھتا جاتا ہے۔ آج کا کہانی نگار ان معلومات کے طوفان میں ڈوبا ہوا ہے جو ہر لمحے بدل رہا ہے، اور اس کے اثرات کہانی کی تخلیق کے عمل پر صاف ظاہر ہیں۔ اس تبدیلی کے اثرات صرف مواد تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ اس کی ساخت، اسلوب اور کہانی کے بیان کرنے کے طریقے بھی اس انقلاب سے متاثر ہوئے ہیں۔

(3)

معلومات کا حصول آج کے دور میں ایک ضرورت بن چکا ہے، اور یہ نہ صرف فرد کی ذاتی زندگی کو متاثر کرتا ہے بلکہ عالمی سطح پر بھی اس کے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ انفارمیشن ایج میں ہم اس حقیقت کو روزمرہ زندگی میں محسوس کرتے ہیں کہ ہر فرد کے پاس تقریباً فوری طور پر ہر قسم کی معلومات تک رسائی حاصل ہے۔ اس جدید حقیقت کا اثر ادب پر بھی پڑا ہے، جہاں کہانی نگار نہ صرف اپنے تخلیقی عمل میں معلومات کو شامل کرتے ہیں بلکہ ان کے ذریعے ایک ایسی تخلیقی دنیا بھی تخلیق کرتے ہیں جس میں دنیا بھر کے مسائل، معاشرتی حالات اور سماجی تعلقات کا عکس ہوتا ہے۔ اس دور میں، کہانی نگار کے لیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ وہ اپنی تخلیق میں معلومات کے ذریعے آنے والی تبدیلیوں کو بھی بیان کرے۔ یہ کہانیاں اب صرف مقامی سطح تک محدود نہیں رہتیں بلکہ ان کا اثر عالمی سطح تک پہنچتا ہے۔ کہانی نگار اب ایک ایسی فضا میں کام کر رہا ہے جہاں وہ دنیا بھر کے مسائل جیسے کہ ماحولیاتی بحران، ثقافتی تاثر، سماجی انصاف، اور عالمی معیشت کے بحرانوں کو کہانیوں میں شامل کرتا ہے۔ اس سے نہ صرف کہانی کے موضوعات میں تنوع آتا ہے بلکہ ان کی عالمی نوعیت بھی سامنے آتی ہے۔ اس جدید دور میں، ادب کی تخلیق کا عمل عالمی سطح پر پھیل چکا ہے، اور اس میں معلومات کی جڑت کا عمل بہت اہمیت رکھتا ہے۔ کہانی نگار اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ اس کی کہانی دنیا بھر کے قارئین تک پہنچے گی اور ان کے اثرات بھی ان تک پہنچیں گے۔

ٹیکنالوجی کا بے تحاشا استعمال اور اس تک رسائی نے ادب کے تخلیقی عمل کو ایک نیا رخ دیا ہے۔ جہاں ایک طرف اس نے کہانیوں کے موضوعات، اسلوب اور فنی نوعیت کو متاثر کیا ہے، وہیں دوسری طرف اس کے ذریعے عالمی سطح پر کہانیوں کے مختلف رجحانات کو ایک پلیٹ فارم مل رہا ہے۔ اس میں سب سے بڑی تبدیلی یہ آئی ہے کہ کہانیوں کے اثرات اب کسی ایک مقام یا قوم تک محدود نہیں ہیں۔ کہانی نگار کا کام اب عالمی سطح پر پھیل چکا ہے جہاں اس کی تخلیقات ہر ثقافت، ہر قوم، اور ہر نسل سے تعلق رکھنے والے قارئین تک پہنچتی ہیں۔ عالمی سطح پر کہانیاں اب نہ صرف مقامی حقیقتوں کو بیان کرتی ہیں بلکہ ان کے ذریعے عالمی سطح پر ایک فکری اور ثقافتی مکالمہ بھی شروع کیا جاتا ہے۔ اس سے کہانی نگار کے لیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ وہ اپنی کہانیوں میں عالمی رجحانات اور مختلف ثقافتوں کے اثرات کو شامل کرے۔ اس طرح ادب میں ایک نئی نوعیت کی بین الاقوامیت آئی ہے جہاں کہانی کا ہر حصہ دنیا بھر کے مختلف تجربات اور مختلف تہذیبوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس عمل نے نہ صرف کہانی نگار کو عالمی سطح پر مقبول بنانے میں مدد کی ہے بلکہ اس نے ادب کو ایک عالمی زبان کے طور پر متعارف کرایا ہے جو ہر شخص کو یکساں طور پر متاثر کرتا ہے۔

جدید دور میں کہانی نگار کے لیے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ وہ اپنی کہانیوں میں صرف سائنسی یا معلوماتی ترقیات کا حصہ نہ بنائے، بلکہ ان کے اثرات اور ان سے پیدا ہونے والی تبدیلیوں کو بھی شامل کرے۔ اس سے کہانی میں نہ صرف نئے موضوعات جنم لیتے ہیں بلکہ ان کے ذریعے کہانی نگار نئے سوالات بھی اٹھاتا ہے جو قارئین کو سوچنے پر مجبور کرتے ہیں۔ یہ سوالات سماجی انصاف، سیاسی تبدیلی، یا ثقافتی تعلقات کے بارے میں ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کہانی نگار اپنی تخلیق میں ان معلوماتی تبدیلیوں کو اس انداز میں پیش کرتا ہے کہ وہ نہ صرف اپنے وقت کی حقیقت کو بیان کر سکے، بلکہ وہ عالمی سطح پر موجود مسائل کے بارے میں بھی قارئین کو آگاہ کرے۔ اس سے

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

کہانی میں ایک نیا پس منظر پیدا ہوتا ہے جو کہانی کو صرف تفریحی مواد تک محدود نہیں کرتا بلکہ اسے ایک فکری پیغام دینے کا ذریعہ بناتا ہے۔ اس عمل میں، کہانی نگار اس حقیقت کا ادراک کرتا ہے کہ اس کی کہانی نہ صرف اس کے اپنے معاشرتی، ثقافتی یا قومی مسائل کو بیان کرتی ہے بلکہ اس کا تعلق عالمی سطح پر موجود مسائل سے بھی ہے۔

معلوماتی انقلاب کے اثرات سے کہانی نگاروں کی تخلیقی صلاحیتوں کو بھی نئی سمتیں ملی ہیں۔ جہاں ایک طرف یہ اثرات کہانی کے مواد میں تبدیلی لاتے ہیں، وہیں دوسری طرف اس کا اثر کہانی کے اسلوب، ساخت، اور بیان پر بھی واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے ذریعے کہانی نگار اپنی تخلیقات میں ایک نئی نوعیت کا پیغام دینے کی کوشش کرتا ہے جو نہ صرف اس کے اپنے معاشرتی یا ثقافتی پس منظر کو بیان کرتا ہے بلکہ عالمی سطح پر موجود مسائل اور چیلنجز کے حوالے سے بھی ایک نیا زاویہ پیش کرتا ہے۔ اس دوران، کہانی نگار اپنی کہانیوں میں نئے تجربات، نئے موضوعات، اور نئے خیالات پیش کرتا ہے جو اسے عالمی سطح پر شناخت اور مقبولیت دلانے میں مدد دیتے ہیں۔ اس طرح کہانی نگار عالمی ادب کے جدید رجحانات کا حصہ بن کر نہ صرف اپنے ملک یا سماج کو بلکہ عالمی سطح پر ادب کی دنیا کو ایک نیا منظر پیش کرتا ہے۔

معلوماتی انقلاب نے جہاں معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی سطح پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں، وہیں اس نے ادب اور تخلیقی اظہار کے میدان میں بھی ایک نئی جہت پیدا کی ہے۔ گزشتہ چند دہائیوں میں ٹیکنالوجی کی تیز رفتار ترقی اور ڈیجیٹل ذرائع کے پھیلاؤ نے ادبی تخلیق کے عمل کو نہ صرف سہل بنایا ہے بلکہ اسے عالمی سطح پر بے حد متاثر بھی کیا ہے۔ کہانیوں کے موضوعات، اسلوب، اور تخلیقی امکانات میں نمایاں تبدیلیاں آئی ہیں۔ اگر ہم ماضی کے ادب کا مطالعہ کریں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ بیسویں صدی میں جہاں ادب کی دنیا میں گہرے سماجی اور ثقافتی مباحث تھے، وہیں اکیسویں صدی میں ادب اور کہانی نگاری کے میدان میں ایک فنی انقلاب آیا ہے۔ اس انقلاب کا محور نہ صرف ٹیکنالوجی کا فروغ ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ نئی دنیاوی حقیقتوں کی عکاسی بھی ہے جو آج کی کہانیاں پیش کر رہی ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ عالمی سطح پر ہونے والی تبدیلیوں کا اثر ادب کی تخلیق پر براہ راست پڑا ہے، اور یہ اثرات صرف موضوعات تک محدود نہیں ہیں، بلکہ کہانیوں کی تشکیل، اسلوب، اور تخلیقی تکنیکوں پر بھی نمایاں طور پر مرتب ہوئے ہیں۔ آج کا کہانی نگار اس عالمی اور جدید منظر نامے میں اپنی تخلیقات پیش کرتا ہے جہاں معاشرتی، ثقافتی اور نفسیاتی تبدیلیاں تیزی سے رونما ہو رہی ہیں۔ ان تبدیلیوں میں ٹیکنالوجی کا کردار نہایت اہم ہے، جس نے نہ صرف ہمارے طرزِ زندگی کو بدل دیا ہے بلکہ اس کے اثرات ادب کے تخلیقی عمل میں بھی واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ معلوماتی انقلاب کے اثرات کے ساتھ ساتھ مصنوعی ذہانت (AI) کا عروج بھی ایک اہم تبدیلی ہے جس نے ادب کی تخلیق میں ایک نیا بُعد شامل کیا ہے۔ AI کی مدد سے کہانی نگار اپنے خیالات کو زیادہ تیز رفتاری سے شکل دے سکتا ہے، اس کے ساتھ ہی وہ انٹریکٹیو اور متنوع مواد کو تخلیق کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ مصنوعی ذہانت کی مدد سے، کہانی نگار کو فوری طور پر مختلف خیالات، معلومات اور مواد تک رسائی ملتی ہے، جو اس کی تخلیقی صلاحیتوں کو مزید بڑھاتا ہے۔ اس کے علاوہ، AI تخلیق کے عمل میں تسلسل اور درستگی بھی فراہم کرتا ہے، جو کہ آج کے تیز رفتار اور پیچیدہ دنیا میں ایک قیمتی وسیلہ بن چکا ہے۔

معلوماتی انقلاب نے ادب کو ایک نئی نوعیت کی عالمی جہت دی ہے، جہاں کہانیوں کا دائرہ صرف مقامی سطح تک محدود نہیں رہا، بلکہ اب ان کہانیوں کو عالمی سطح پر پذیرائی مل رہی ہے۔ عالمی سطح پر پھیلنے والے مسائل، جیسے ماحولیاتی تبدیلی، جنگوں، انسانی حقوق، جنسیت اور دیگر سماجی چیلنجز نے کہانیوں میں نئے موضوعات کا اضافہ کیا ہے، جنہیں ادب نے اپنی تخلیقات میں بخوبی شامل کیا ہے۔ اس کے علاوہ، جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے ادب کی ترسیل اور ترویج کے نئے طریقے متعارف ہوئے ہیں، جنہوں نے کہانیوں کو زیادہ وسیع پیمانے پر پہنچایا ہے۔ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز نے ادب کو عالمی سطح پر پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا ہے، جس سے تخلیقات کی رسائی اور پذیرائی میں اضافہ ہوا ہے۔ اس جدید عہد میں کہانی کا مقصد صرف تفریح فراہم کرنا نہیں رہا بلکہ اس کا مقصد اب سماجی، ثقافتی اور سیاسی تنقید بھی بن چکا ہے۔ کہانی نگار آج کے معاشرتی مسائل کو اپنی تخلیقات میں پیش کرتے ہیں اور ان کے ذریعے لوگوں کی آگاہی بڑھاتے ہیں۔ یہ کہانیاں محض انفرادی سطح پر نہیں بلکہ اجتماعی سطح پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں، اور انسانی تجربات کی گہرائی کو اجاگر کرتی ہیں۔ کہانیوں میں نفسیاتی پیچیدگیاں، سماجی برائیاں اور انفرادی اذیتیں بڑی سچائی کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں، جو اس بات کا غماز ہیں کہ ادب کا کردار اب صرف تفریحی نہیں بلکہ اس کا مقصد معاشرتی شعور بیدار کرنا بھی ہے۔ اسی طرح، ادبی دنیا میں AI کے کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ AI نہ صرف تخلیقی عمل میں مدد فراہم کرتا ہے بلکہ یہ ادبی روایت کو بھی نئے خطوط پر استوار کرتا ہے۔ آج کا کہانی نگار اپنی تخلیقات میں AI کو ایک وسیلہ سمجھتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے کام کو زیادہ موثر اور تخلیقی بنا سکتا ہے۔ AI کی مدد سے، کہانیوں کے کرداروں، پلاٹ اور موضوعات کی تشکیل میں نئی جہتیں شامل کی جا رہی ہیں، جو ادب کو ایک جدید اور سائنسی منظر میں پیش کر رہی ہیں۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.3 2024

مجموعی طور پر، معلوماتی انقلاب اور AI کے اثرات نے ادب کی تخلیق میں ایک نئی توانائی پیدا کی ہے، جس نے کہانیوں کی نوعیت، موضوعات اور اسلوب کو نہ صرف نیا رنگ دیا ہے بلکہ ان کی عالمگیریت اور اثر پذیری کو بھی بڑھا دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ادب اب محض مقامی یا قومی سطح پر نہیں بلکہ عالمی سطح پر سوچا اور محسوس کیا جا رہا ہے۔ آج کے کہانی نگار نہ صرف اپنے ملک کے سماجی مسائل کو اجاگر کرتے ہیں بلکہ عالمی سطح پر پھیلنے والے مسائل پر بھی اپنی تخلیقات کے ذریعے روشنی ڈالتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی، AI کی موجودگی نے تخلیقی عمل کو زیادہ تیز، موثر اور پائیدار بنایا ہے، جو ادب کو ایک نئے دور میں لے کر جا رہا ہے۔ اس تبدیلی کا اثر آئندہ دہائیوں میں مزید واضح ہو گا، جب کہانیوں اور ادب کی نئی شکلیں اور نئے رجحانات سامنے آئیں گے۔

حوالہ جات

(1) اکرام الدین، خواجہ محمد (2014ء)، " اکیسویں صدی میں اردو فروغ اور امکان "، نئی دہلی، ڈائرکٹر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، ص27۔

(2) افراہیم، پروفیسر صغیر (2011ء)، "اکیسویں صدی کی پہلی دہائی کا اردو افسانہ"، دہلی، پبلشر چوتھی دنیا، ص12۔

(3) احمد، طفیل (2021ء)، " اکیسویں صدی میں اُردو افسانہ (موضوعات کے حوالے سے)"، مشمولہ: "اردو ریسرچ جرنل"، مدیر: ابن کنول، دہلی، اردو لنکس، ص75۔

(4) Boyd, W. (2006). *A Short History of the Short Story* (essay). In *Prospect Magazine*, London: Bloomsbury Publishing, p. 82.

(5) مرزا، مبین (2018ء)، "اکیسویں صدی میں اردو افسانے کے تخلیقی نقوش"، لاہور، بزمِ اردو لائبریری، ص22۔

(6) Carr, C. (2002). Killing Time. Time Warner Publishing Company, New York, USA. New Edition, p. 123.

(7) Ayoor, S. M. (2014). The Great Handbook of Quotes. Kata, Ghana. p. 102.

(8) Taryam, A. (Ed.). (2014). The Gulf Today. Dar Al Khaleej, UAE. p. 205.

(9) Berndt, L. (2007). Two-Way Street. Simon and Schuster Publishing Company, New York, USA.

(10) Striphas, T. (2002). The Late Age of Print. University Press, Chichester, UK. p. 120.